ملّتِ بریلویہ کی اچھوتی

تعبیر

پاگلوں کی کہانی

زیرِ نظر کتاب میں آپ ملّتِ بریلویہ کے رازہائے پنہاں اور
عقائدِ مخفیہ ان کی اپنی کتابوں میں بیان کردہ ملاحظہ فرمائیں گے
اور بعدہٗ آپ خود بخود اس نتیجہ تک پہنچ جائیں گے کہ یہ
پاگلوں کا ایک گروہ ہے جن کے عقائد کا نہ کوئی ماخذ ہے اور
نہ ہی اختراعاتِ بریلویہ کو فرموداتِ نبوّت علیٰ صاحبہا التحیہ سے
کسی قسم کی نسبت

مصنّفہ

حضرت مولینا محمّد فاضل رحمہ اللہ

دار المعارف

اردو بازار، لاہور

کتاب :	پاگلوں کی کہانی
مصنف :	حضرت مولینا محمد فاضلؒ
ناشر:	دارالمعارف اُردو بازار لاہور
پرنٹرز :	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
اشاعت :	2001ء
قیمت :	50-00 روپے

چنانچہ صاحب کنز الدقائق فرماتے ہیں۔

وَاللَّمْسُ وَالنَّظْرُ بِشَهْوَةٍ يُوجِبُ حُرْمَةَ الْمُصَاهَرَةِ

یعنی (کسی عورت کو) ہاتھ لگانے اور شہوت سے دیکھ لینے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

(کنز الدقائق ص۹۸)

اور حاشیہ پر ہے

اَوْ مَسَّهَا بِشَهْوَةٍ

یا عورت کو شہوت کے ارادے سے ہاتھ لگائے (تب بھی حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی)

معلوم نہیں مجدد صاحب نے حرارت کا نکتہ کہاں سے نکالا ہے؟ غالباً مجدد صاحب نے یہ نکتہ ایک باطل فرقے کی اس روایت سے حاصل کیا ہے جس میں تصریح ہے کہ اگر بیٹا اپنے آلہ تناسل پر ریشمی کپڑا لپیٹ کر اپنی ماں سے جماع کرلے تو کوئی حرج نہیں اس روایت کے جواز کی وجہ بھی حرارت کا فقدان ہی معلوم ہوتا ہے۔ مجھے تو یہ شخص علمی میدان میں سفید لٹھے کی مانند بالکل کورا معلوم ہوتا ہے اور بھولی بھیڑوں نے پتہ نہیں اسے مجدد کیوں مشہور کر دیا؟

بریلوی مذہب میں نبی اور ولی ہی خدا ہوتے ہیں

اس موضوع پر اگرچہ اجمالاً میں قبل ازیں بھی کچھ لکھ چکا ہوں مگر وہ مضمون ایک بحث میں ضمناً آجانے کی وجہ سے مفصل نہ تھا اس لئے اب ذرا تفصیلاً عرض کرتا ہوں۔

بریلوی مکتب فکر کے علماء اور شعراء نے اپنی کتب میں اس قسم کے مضامین پر بڑی سیر حاصل کلام کی ہے مگر شفیع اوکاڑوی اس سے انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بہت ضروری

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے

جو لینا ہے لے لیں گے محمدؐ کے در سے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

یہ یا اس قسم کے ایسے اشعار جو عقیدہ و ایمان کی رو سے سراسر غلط ہیں ان کی نسبت علمائے اہل السنت (بریلوی) کی طرف کی جاتی ہے حالانکہ علمائے اہل سنت نے بارہا ان کی تردید کے ساتھ مطالبہ کیا ہے کہ بتاؤ یہ اشعار کس عالم اہل سنت نے کہے ہیں اور کس کتاب میں ہیں؟ (تعارف علمائے دیوبند ص۹)

ماشاء اللہ اگر اوکاڑوی صاحب اس قسم کے اشعار کو کفریہ سمجھتے ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے چشم ما روشن دلِ ما شاد۔

مگر مولانا صاحب آپ کا یہ فرمانا محض کوربینی اور تحکم ہے کہ ان یا ان جیسے اشعار کی نسبت ملت بریلویہ کی طرف الزام ہے۔ آپ نے جو دو اشعار نقل کرکے فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ و ایمان کی رو سے غلط ہیں اور ان جیسے کا معنیٰ یہ ہے کہ جن اشعار میں یہ مضمون ہو وہ بھی غلط ہوئے اگر ان دو شعروں کا آپ مضمون و مفہوم بیان کر دیتے تو ان جیسے اشعار کو منتخب کرنے میں کوئی اور اختلاف نہ ہوتا تاہم یہ کوئی اتنا دقیق مسئلہ نہیں کیونکہ یہ دونوں شعر اردو کے ہیں اور کسی بھی اردو دان کو ان کے مفہوم سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

تو پہلے میں ان دونوں شعروں کا مفہوم اور خلاصہ عرض کیئے دیتا ہوں۔

پہلے شعر کا مطلب یہ ہے۔

کہ اللہ بس یکتا ہے اس کے علاوہ اب اس کے قبضہ میں کوئی اختیار نہیں —— اور اس نے اپنے تمام اختیارات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تفویض کر دیئے ہیں اس لئے اب جو ضرورت ہوگی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لیں گے۔

اور دوسرے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جسے ہم خدا کہتے ہیں اس کا نام زمین پر مصطفیٰ ہے اور عرشوں پر اسی کو خدا کہتے ہیں۔

یہ ہے ان دونوں شعروں کا مفہوم اور ان جیسے کا مطلب یہ ہوا کہ جن اشعار

ہیں یہ مفہوم ہو۔ اور آپ نے تسلیم کر لیا کہ ایسے مضمون پر مشتمل اشعار کفریہ ہیں اور ان کا کہنے والا کافر ہے۔

رہا آپ کا مطالبہ تو واللہ آجتک مجھے آپ کے مطالبے کا علم ہی نہ ہو سکا ورنہ آپ کو اتنی تکلیف نہ ہوتی پہلی تکلیف کی معافی چاہتا ہوں اور فی الحال آپ کا مطالبہ پورا کرتا ہوں ذرا غور سے دیکھتے جائیے اور عقیدہ اور ایمان کی روسے غلط کہتے جائیے۔

۱ــــــ سب سے پہلے آپ کے اعلحضرت سے بات شروع کرتا ہوں آپ کے اعلحضرت ایک جگہ اول الذکر شعر کے مفہوم کو نثر میں یوں بیان کرتے ہیں۔
اگر الوہیت (وحدت) عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا۔
(ملفوظات جلد ۲ صـ۴۳)

فرمائیے اوکاڑوی صاحب یہ پہلے شعر کا مفہوم ہے یا نہیں اور یہ آپ کے اعلحضرت کا عقیدہ ہے اسے بھی عقیدہ اور ایمان کی روسے غلط کہئے اگر ان کے عقیدے کو غلط نہیں کہتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے عوام الناس کو بیوقوف بنانے کے لئے سفید جھوٹ بولا ہے فی الواقع آپ کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ اللہ اپنی وحدت دے نہیں سکتے ورنہ جس طرح سب کچھ دے کر کارہائے دنیا سے ریٹائر ہو گئے ہیں اسی طرح یہ بھی دے دیتے۔

۲ــــــ اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے (حدائق بخشش جلد ا صـ۱۱۲)

یہ بھی اعلحضرت کا نعتیہ کلام ہے فرماتے ہیں کہ جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے اور نبی علیہ السلام کے مابین تمام پردوں کو ہٹا کر قریب بلایا تو کسی کو کیا خبر کہ وہاں کیا کیا رازہائے سربستہ کھلے البتہ اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس مقام پر دو ہستیاں جمع نہیں ہو سکتیں لہذا فرش سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر گئے یہی دراصل خدا تھے۔

ایک مقام پر حامد رضا اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خدا اور رسول ؑ کو ایک کیوں مانتے ہیں فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بھی قدیم ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہیں اور ہمارے نزدیک دو ہستیاں قدیم اور دائم نہیں ہو سکتیں اس اصول اور قانون کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی ماننا پڑیگا چنانچہ فرماتے ہیں کہ ؎

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
بکل شئ علیم لوح محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر (حدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)
تم اول اور آخر ابتداء تم انتہا تم ہو

بڑے میاں نے تو صرف قصر دنی کے پردے اٹھا کر ذرا اشاروں سے کام لیا مگر چھوٹے میاں نے تو کمال کر دیا اور بیٹے کے ذہن میں باپ ہی کی تعلیمات مسمومہ کے اثرات ہیں جس سے وہ خدا اور رسول دو جداگانہ وجود کے قائل نہیں بلکہ وجود ایک اور نام دو ہونے کے قائل ہیں اور کہتے یوں ہیں کہ جب زمین پر انسانوں کے جھرمٹ میں نبی علیہ السلام نظر آتے ہیں تو ان کا نام محمد اور احمد ہے۔

اور جب فرشتے دست بستہ ان کے دربار میں عالم اعلیٰ میں نظر آتے ہیں تو وہ خدا کہلاتا ہے گویا کہ جو زمین پر ہے یہ وہی ہے جو آسمان پر ہے اور جو آسمان پر ہے یہ وہی ہے جو زمین پر ہے۔ تو عیسائیوں کی طرح بریلویوں کا بھی عقیدہ یہ ہوا کہ دو ایک ہیں اور ایک دو ہیں بلکہ احمد رضا خان صاحب تو اس سے بھی ترقی کر کے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دو اور ایک کی بات مت کرو ہم تو عیسائیوں کی طرح بالکل تین ایک اور ایک تین ہیں کے قائل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ؎

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
سب کن مکن حاصل ہے یا غوث
(حدائق جلد ۲ صفحہ ۹)

یعنی اللہ نے اپنے تمام اختیارات نبی علیہ السلام کے حوالے کر دیئے اور نبی علیہ السلام نے وہی اختیارات حضرت غوث رضی اللہ عنہ کو دیدیئے۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱ــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اختیارات نبی علیہ السلام کو دیدیئے اور خود اب سوائے احدیت اور وحدت کے کچھ نہیں اور اسی طرح پھر نبی علیہ السلام نے وہی اختیارات حضرت جیلانیؒ کو تفویض کر دیئے اور سوائے نبی ہونے کے اپنے پاس کچھ نہ رکھا تو گویا کہ اب احدؔ اور احمدؔ دونوں ریٹائرمنٹ کا زمانہ گزار رہے ہیں اور مختار صرف شیخ جیلانیؒ کی ذات ہے ـــــــ یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے۔

۲ــــ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تینوں ہستیاں مساوی طور پر مختار ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ خدا کے پاس تمام اختیارات ذاتی ہیں اور نبی علیہ السلام کے پاس عطائی اور غوث پاکؒ کے پاس بذریعہ عطاء در عطاء اور تینوں ہستیاں سپرپاور ہیں اور یہ بعینہٖ تثلیث ہے یہی عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ التثلیث فی التوحید

اور التوحید فی التثلیث

اور تمھارا عقیدہ بھی یہی ہوا کہ تینوں ایک اور ایک تین ـــــــ اور یہ عقیدہ بھی کفریہ ہے اوکاڑوی صاحب میں نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا ۔ اب فرمائیے اعلحضرت اور حامد رضا کے بارے میں کیا فیصلہ ہے۔

اور یا ''بہت ضروری'' کے تحت جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ سب تقیہ ہے ؎

ہم سے الجھو گے تو انجام قیامت ہو گا

ہم نے روندا ہے زمانہ میں حسینوں کا وقار

اوکاڑوی صاحب کو غالباً اپنے مکتب فکر کے لوگوں کی کتب دیکھنے کا موقع نہیں ملا ورنہ یہ بات قطعاً نہ کہتے ـــــــ میں اس موضوع پر اگر بالاستیعاب لکھوں تو ایک دفتر درکار ہے اس لئے آخر میں تیسرا حوالہ صرف اس لئے نقل کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہوں تاکہ آپ کے تثلیث والے عقیدے کی ایک مزید دلیل بن جائے

۳ــــ لیجئے یہ ہے میرے سامنے حدائق بخشش اس کا صفحہ ۱۱۴ نکالیئے اور چوتھا شعر پڑھیئے آپ کے اعلحضرت فرماتے ہیں ؎

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ہمارا تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ معراج کی شب نبی علیہ السلام اللہ سے ملنے گئے تھے مگر امام بریلویہ فرماتے ہیں کہ

معراج کی شب خدا سے خدا ملنے گیا تھا احمد رضا کا یہ شعر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہونے پر اتنا واضح ہے کہ اس پر نہ کسی قرینہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی تاویل وہیر پھیر کی احتیاج ——— اوکاڑوی صاحب! کیا یہ شعر جو مستوی عرش تھا اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر بعینہٖ اس کے ہم معنیٰ نہیں اب تو آپ ہی کے فتویٰ سے احمد رضا کافر ہوا اور اس کا شعر آپ کے عقیدے اور اگر آپ میں ایمان ہے تو ایمان کی رو سے بھی غلط ہوا۔ یا تو غلط کہیے اور یا اس بات کو تسلیم کیجئے کہ آپ کا اور آپ کے اکابر کا یہی عقیدہ ہے کہ خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کوئی فرق نہیں جو مستوی عرش تھا وہی اپنا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھ کر مدینہ میں رونق افروز ہے فیا اسفیٰ۔

بریلویوں کا مذہب ہے کہ خدا اور رسول ؐ دونوں بھائی بھائی ہیں

بریلوی مذہب کے نعت خوانوں کی بات نہیں بلکہ بریلوی مذہب کے بانی احمد رضا کی بات کرتا ہوں کہ ان کا یہ نظریہ ہے اور میں اکثر بریلوی مذہب کے احکام کے ثبوت میں احمد رضا ہی کے اقوال پیش کرنے کو اولیت دیتا ہوں رہ گئی برساتی مینڈکیں تو اوّلاً تو میں ان کو بریلوی سمجھتا ہی نہیں بلکہ وہ تو مطلق العنان بے دین لوگوں کی ایک کھیپ ہے جنہوں نے اپنی لادینیت اور مطلق العنانیت پر رضا خانیت کی چادر چڑھائی ہوئی ہے اور ان کی اکثر و بیشتر باتیں خود احمد رضا کے اقوال سے متصادم ہیں اس لئے میرے نزدیک نہ وہ بریلوی ہیں اور نہ ہی انھیں بریلوی کہنا قرین قیاس ہے اور اگر اندر خانہ ان کا بریلویوں سے دین متین کی تصویر و ہئیت کو بگاڑنے کا کوئی سمجھوتہ ہو تو وہ بات جدا ہے علاوہ ان کے بریلوی مذہب کے کچھ تو اٹم ہیں ان کی بات بریلویوں کے نزدیک وقیع ہوتی ہے اس لئے کبھی کبھی ان کے اقوال پیش کر دینے میں دریغ نہیں کرتا لیکن خدا اور اس کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کے بارے میں جتنا اہانت آمیز مضامین کا تانتا احمد رضا کی کتب میں ملتا ہے اتنا کھل کر اور دیدہ دلیری سے کسی نے نہیں لکھا۔

حتیٰ کہ جو لوگ اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے اور سرے سے خدا کے وجود ہی کے منکر ہیں انہوں نے بھی خدا کے ماننے والوں کا احترام کرتے ہوئے خداوندکریم کی ذات کے بارے میں بھی اتنی یاوہ گوئی نہیں کی جتنی احمد رضا نے کی ہے ذرا ان کا اس شعر میں تخیل ملاحظہ فرمائیں ؎

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو خدا اور آپ کے مابین لاکھوں پردے تھے اور وہ پردے بتدریج ایک ایک کر کے اٹھتے گئے اور پھر ہر پردے میں لاکھوں جلوے تھے یہ وقت بھی بڑا عجیب وقت تھا کہ دونوں بھائی پیدا ہونے کے بعد سے جو بچھڑے ہوئے تھے اب مل رہے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ دو بھائی پیدا ہونے کے ایک طویل مدت بعد ملیں تو وہ ملاقات جتنی فرحت بخش ہو سکتی ہے اس سے کہیں زیادہ ان دونوں جنم کے بچھڑے ہوؤں کی ملاقات میں انبساط کا منظر تھا۔

یہاں تک تو اعلحضرت کے شعر کا میں نے سادہ لفظوں میں مطلب بیان کر دیا ہے جو امید ہے کہ قارئین سمجھ گئے ہوں گے ———— لیکن اس شعر میں مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں اور رضا خانیوں سے امید کرتا ہوں کہ ان کے جوابات سے بہت جلد نوازیں گے۔

۱ ———— حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے۔ یہ مقولہ احمد رضا کا اپنا ہے یا قرآن کریم و حدیث نبوی میں بھی اس کا کہیں تذکرہ ہے

اگر یہ احمد رضا کا اپنا مقولہ ہے تو ردی کی ٹوکری کی زینت بنا دیا جائے اور ———— اگر قرآن مجید و حدیث میں حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردوں کا تذکرہ ہے تو اسے بیان فرمائیے۔

۲ ———— ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے اس پر بھی یہی مذکورہ دو سوال ہیں۔

۳ ———— عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت الخ یعنی دونوں معراج کی شب ملے

اور ملنے کے بعد پھر فرقت یا فرقتِ طویلہ کے بعد دونوں میں وصل ہوا۔ مجھے بھی تسلیم ہے کہ دونوں ہستیوں کا اس شب وصل ہوا مگر تمہارے نزدیک تو یہ غلط ہونا چاہیئے کیونکہ تم تو نبی علیہ السلام کو ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر مانتے ہو تو حاضر و ناظر جب ہر جگہ موجود ہے تو اس کی جدائی اور بچھڑنے کے کیا معنیٰ ؟

یہ آپ کے اعلحضرت کا ڈھول ہے یا جھوٹ

۴ ــــــ جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے۔ نبی علیہ السلام کا جنم تو تسلیم لیکن خداوند ؔ تو لم یولد ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف جنم کی نسبت تو کفر ہے کیا احمد رضا نے اللہ کی طرف جنم کی نسبت کر کے کفر کا ارتکاب نہیں کیا؟

۵ ــــــ زیر بحث شعر کے آخر میں احمد رضا فرماتے ہیں کہ " گلے ملے تھے "۔

قرآن کریم میں تو ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ، اگرچہ اس سے بھی محقق قول یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں اور اگر غیر مشہور قول ہی مراد لیا جائے جس میں اللہ اور نبی علیہ السلام کا تذکرہ ہے تب بھی گلے ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر آپ کے اعلحضرت نے گلے ملنے کی تعبیر کہاں سے نکال لی ؟

بریلوی مذہب میں کتے کا گوشت اور پاخانہ پاک ہے

احمد رضا کی کتب میں کتے کا تذکرہ بڑی کثرت سے ملتا ہے اور گذشتہ اوراق میں میں آپ کی کتابوں سے کتے کا اوسط بھی بتلا چکا ہوں۔

مندرجہ ذیل فتویٰ سے کتے کے کثرت سے تذکرہ کی وجہ آپ خود ہی سمجھ جائیں گے اور تھوڑی سی رہنمائی میں کیئے دیتا ہوں ــــــ یعنی تمام مسلمان آجتک کتے کو نجس اور حرام کہتے آئے ہیں اور بریلوی مذہب میں بات اس کے برعکس ہے اس لئے احمد رضا نے پہلے اس کا اپنی کتب میں کثرت سے تذکرہ فرمایا تاکہ لوگ اس سے مانوس ہو جائیں اور جو صدیوں سے کتے سے نفرت چلی آرہی تھی وہ بتدریج ذہنوں سے نکل جائے۔ جب خانصاحب نے یہ سمجھ لیا کہ اب وہ نفرت نہیں رہی تو بعدہٗ یہ فتویٰ دیدیا چنانچہ فرماتے ہیں۔

عرض ــ کتے کا رواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد ــــ صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب ناپاک ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ صــ ۶۱